توبہ کی اہمیت

علی کاظم

۱۲۵۶۳۱۰

مجتمع زبان و فرہنگ شناسی

مقدمہ:

انسان کی خصلت ہے کہ وہ نسیان سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس کے تحت وہ دانستہ یا نادانستہ گناہ کر بیٹھتا ہے۔ بہترین انسان وہ ہے جسے گناہ کے بعد یہ احساس ہو جائے کہ اس سے غلطی ہو گئی ہے۔ اگر اس نے توبہ نہ کی تو یہ غلطی اس کے خالق ومالک کو اس سے ناراض کر دے گی۔ اس سے اپنے معبود ومالک کی ناراضگی کسی صورت بھی برداشت نہیں ہوتی۔ اسی لیے وہ فوری طور پر اللہ کریم کے دربار میں حاضر ہو کر گڑگڑاتا ہے اور وہ آئندہ ایسے گناہ نہ کرنے کا پکا عزم کرتے ہوئے توبہ کرتا ہے کہ اے مالک الملک اس مرتبہ معاف کر دے آئندہ میں ایسا کبھی نہ کروں گا۔ گناہ کے بعد ایسے احساسات اور پھر توبہ کے لیے پشیمانی وندامت پر مبنی یہ عمل ایک خوش نصیب انسان کے حصہ میں آتا ہے۔ جب کہ اس جہاں میں کئی ایسے بدنصیب سیاہ کار بھی ہیں جن کو زندگی بھر یہ احساس نہیں ہوتا کہ ان کا مالک ان سے ناراض ہو چکا ہے اور وہ ہیں کہ دن رات گناہ کرتے چلے جاتے ہیں اور رات کو گہری نیند سوتے ہیں یا مزید گناہوں پر مبنی اعمال میں مصروف رہ کر گزار دیتے ہیں۔ جبکہ اللہ کریم اس وقت پہلے آسمان پر آکر دنیا والوں کو آواز دیتا ہے کہ: اے دنیا والو! ہے کوئی جو مجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے ... ہے کوئی توبہ کرنے والا میں اسے اپنی رحمت سے بخش دوں۔ اور ان غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے نہایت ہی جامع انداز میں ان کا علاج بھی پیش کیا ہے کہ جن غلطیوں کے اکثر لوگ توبہ کے تعلق سے شکار ہو جایا کرتے ہیں۔

ہزاروں روایات کے راوی ہیں لیکن اسکے بعد انہوں نے دین ہی چھوڑ دیا ہے اپنا مذہب نیا اختیار کر لیا ہے امام جعفر صادق ع کی اولاد سے امام موسی کاظم کو تسلیم نہیں کیا بلکہ حضرت اسماعیل کو تسلیم کیا اور انکی لائن جدا ہو گی ان میں بنی فضال ہیں اس قسم کے لوگوں سے جب حضرت سے پوچھا گیا حضرت نے فرمایا جو یہ روایت ہم سے کرتے ہیں اسکو لے لو کیونکہ یہ لوگ جھوٹ نہیں بولتے البتہ جن کی رائے ہے وہ چھوڑ دیں اس لئے کہ یہ دین سے برگشتہ ہو گئے ہیں جسکا خاتمہ بالخیر ہو گا وہی اپنے آپ کو کامیاب کہے سکے گا بتدا میں ادمی بہت اچھا تھا لیکن خاتمہ بالخیر نہیں ہوا اسکی پہلی اچھائی کام نہیں دے گی اس لئے کہ اسکا اختتام ٹھیک نہیں ہوا۔

جنگ بدر کے تذکرہ کے بعد طریقہ کار بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح جنگ کرنی ہے اور اگر جنگ میں پیچھے ہٹنے کی ضرورت پڑے تو اسکا طریقہ کار کیا ہے جنگ سے بھاگنے کی سزا بڑی سخت ہے اسی طرح معاہدات کا تذکرہ کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا معاہدہ کرنا چاہیے اور اسکو پورا بھی کرنا چاہئے اگر جن کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے اگر وہ گربر کرنا چاہتے ہیں تو آپ انتظار نہ کریں پہلے ہی سے انکا کا کالہ کامہ کریں تاکہ بعد میں فائدہ نہ اٹھالیں۔ کیونکہ خیانت کر رہے ہیں اور خیانت کی سزا بڑی سخت ہے اسلام جب خطہ عرب میں

جاری وساری ہو گیا اور فتح مکہ بھی ہو گئی تمام علاقہ زیرے نبی ہو گئے کچھ لوگ معاہد ہو گئے اور خرابی کرنے کی کوشش میں تھے انکی بہتری کے لئے ایک دستور جاری کیا گیا۔ اور کہا گیا اس دستور کو حج کے موقعہ پر سب لوگوں کے سامنے اجرا کیا جائے گا کیونکہ حج مے موقع پر ہر خطہ سے لوگ آئے ہوتے ہیں اس منشور کو وہاں پے پیش کیا جائے گا اس زمانے میں نشر واشاعت کے ذرائع نہیں تھے اس منشور کی نشر واشاعت کی جائے اور یہ تمام مسلمانوں تک پہنچ جائے جب اس قسم کا دستور خدا کی طرف سے پہنچا تو پہلے رسالت ماب نے ابو بکر کو بولایا اور بھیجا کہ آپ لے کر جائیں ابھی تھوڑا انہوں نے سفر طے کیا تھا جبرئیل آئے اور کہا یا محمد ص آپ نے اسطرح نہیں کرنا یہ دستور کافی مہم ہے اسکو آپ خود پہنچے یا وہ پہنچائے جو آپ میں سے ہو اس کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت نے فورا امیر المومنین ع کو بلایا وہ گئے اور ابو بکر سے دستور لو لے لیا وہ واپس آئے کیا میرے بارے میں کوئی چیز آئی ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہی آیا ہے کہ آپ خود جائیں یا میں سے کوئی آدمی ہو جو پہنچائے اس دستور میں پہلے پہلے منشور کی شک یہ تھی آج کے بعد جو مشرکین کے ساتھ جتنے بھی معاہدے ہیں وہ سب کے سب کالعدم ہیں۔ دوسرے نمبر کسی شخص کو حق نہیں ہے کہ وہ ننگے خانہ کعبہ کو طواف کرے۔ تیسرے نمبر مشرکین کو حق نہیں ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے نزدیک یا مسجد حرام کے نزدیک آ سکیں۔ چوتھا نمبر لوگوں کو مہلت دے دو کے چہار مہینوں کے اندر اندر اپنا رویا ٹھیک کر لیں اگر چہار مہینے کے بعد بھی یہ لوگ رویہ ٹھیک نہیں کرتے تو آپ کو حکم دیا گیا ہے جہاں کہیں بھی یہ لوگ آپ کو ملیں ان کو پکڑ لو انکو بند کر دو ہر جگہ نگاہ بانی کرو کہ اسطرح کے لوگ نہ آ سکیں یہ تھا اصل منشور جو اسوقت پیش کیا گیا تھا۔ جیسے کہ ابتدا میں ذکر کیا ہے اس سے یہ خیال نہ کرنا کہ یک طرفہ طور پر معاہدہ توڑ دیئے گئے ہیں نہیں جو لوگ معاہد توڑنا چاہتے تھے انکا پتہ خود کو تھا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے آیات میں با جائے اس کہ وہ توڑیں حکم دیا گیا آپ سب معاہدہ توڑ دیں۔ اس لئے وہ جو چار مہنوں کی مہلت دی گئی تھی کہ چاہ مہینوں کے اندر اگر یہ ٹھیک رہے رویہ ٹھیک رہا ورنہ تو معاہدہ ٹوٹ گئے فلاں قبیلہ کے ساتھ معاہدہ تھا وہ ٹھیک رہا ایک دو اور قبیلہ ہیں انکے ساتھ بھی معاہدہ ٹھیک رہا کیونکہ انکا رویہ بہت اچھا تھا ان چار مہینون میں باقی سب معاہدے ختم کر دیئے گئے۔ اب جب ظاہر ہے ان لوگوں کے ساتھ رابطہ نہیں ہوگا تبلیغ کسطرح ہو گی اس لئے یہ ذکر کیا گیا ہے جب کوئی کافر اور مشرک آپ لوگوں کے پاس ائے آپ کو کوئی آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے اپنے پاس رکھ سکتا ہے اسکو دین کی باتیں سمجھا و اس کے بعد امن تک پہنچا آو تا کہ اپنے گھر تک آرام سے پہنچ جائے۔ حج اکبر کے دن عید قربان کے دن مولا کائنات نے اس معاہدے کو پیش کیا اس منشور کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور انکو بتا دیا گیا کہ یہ قرانی منشور ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہو گی اب اسی منشور کے مطابق تمہارے ساتھ رویہ رکھا جائے گا۔ ظاھر یہ مسلہ بڑا اہم تھا لوگ کہے سکتے تھے کہ بڑی عجیب بات ہے ملت اسلامیہ کہ ساتھ لوگوں کے ساتھ معاہدہ توڑ رہے ہیں تو اسکے جوابات کی بھی ضرورت ہے اور اسکے جوابات بار بار دیئے جارے ہیں۔ یہ مشرکین اللہ اور اسکے رسول کے پاس کیا معاہدہ رکھیں گئے۔ چاہے تو یہ تھا کہ جب یہ معاہدہ تھا تو اس پے پکے رہتے۔ اگر یہ پکے

رہیں تو تم بھی مستقیم رہو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر یہ خرابی کریں تو آپ انتظار نہ کریں ایک، آپ یہ خیال کرتے ہیں یہ لوگ ہماری جانب پختہ ہیں یہ معاہدہ میں پختہ نہیں اندر سے مسلہ خراب گڑبڑ ہے ہر قسم کے عہد و پیمان کو پسہ پشت ڈالنے والے ہیں رشتہداروں کے ساتھ جو عہدہ پیمان ہے اس کا انکو خیال نہیں۔ اپنے ذمہ جو چیز لی ہے ااسکا خیال نہیں زبان سے کچھ کہتے ہیں اور دل سے انکار کر رہے ہیں ظاہر جو آپ کے ساتھ قلب نہیں تو آپ کسطرح معاہدے کو لئے پھیرتے رہیں گے ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے آیت قرانی کو بیچ دیا ہے۔ لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف انے سے روکتے ہیں کسی مومن کے بارے میں نہ انکو قرابتداری کا خیال ہے اور نہ عہد و پیمان کا خیال ہے ظاہری اگر اپ کی صورت یہ ہو گی ہے تو پھر عہد و پیمان کس کام کا اصل مسلہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی معاملہ انسان کو کرنا ہو ہو مگو کی کفیت میں رہ جائے تو ہمیشہ خراب ہوتا ہے کبھی وہ معاملہ صحیح نہیں کر سکتا مولا کائنات امیر المومنین کا نہج البلاغہ میں فرمان ہے جب کوئی کام کرنا چاہتے ہو تو پہلے سوچ و بچار کر و اسکے کہ بعد اسکے مسالحہ اور مفاسد کو دیکھو پھر دوست احباب سے مشہورہ کرو طے کرو کے یہ کام کرنا ہے یا یہ کام نہیں کرنا اگر طے کیا ہے کہ اس کام کو کرنا ہے تو مستقیما اس کام کی طرف جاو اور جتنے وسائل ہو سکتے ہیں ان مہیا کر کے کام کو مکمل کر وا گر طے کیا کہ نہیں کرنا فورا طے کرو کہ نہیں کرنا لیکن مولا فرماتے ہیں کہ جب یہ معاملے طے نہ ہو جائیں اسوقت تک اسکی نشر واشاعت نہ کرو اس وقت تک لوگوں کو نہ بتاوں اگر آپ بتائیں گئے تو آپ کے احمق دوست بھی ہوں گئے اور دانا دشمن بھی ہوں گے وہ کوئی نہ کوئی ایسی بات کر دیں گے کہ آپ تشویش میں مبتلا ہو جائے گئے۔ اگرچہ مولا کا فرمان یہی ہے اور مسلمانوں میں مجموعی طور پر خرابی پائی جاتی ہے جب وہ کسی چیز کا تصور اپنے زہین میں لے آتے ہیں فورا نشر واشاعت شروع کر دیتے ہیں پروپگنڈہ شروع ہو جاتا ہے جی ہم بہت برا کارخانہ لگا رہے ہیں اسلحہ کا اور اس میں کئی ملک شریک ہوں گے جب اس میں اسلحہ بنے گا اسلحہ کے بعد اس نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم خود کفیل ہو جائیں گے فلاں ہو جائیں گئے دوسرے ممالک کو بھی دیں گئے اور یہ کام اسی طرح سے چلتا رہے گا وہ کیا کہتے ہیں ابھی بچہ پیدا ہوا نہیں ہے اسکی شادی کا پروگرام بھی بن گیا ہے اور اسکے بچوں کے ختنہ کا پروگرام بھی بن گیا۔ انکی شادی کا پروگرام بن گیا اور جو نواسے اور پوتے پیدا ہوں گئے انکی شادی کا بھی پروگرام بن گیا ہے نتیجہ وہ پروگرام یہی رہ جاتا ہے اور اس سے جو انسان فائدہ اٹھانا چاہئے نہیں اٹھا سکتا امام فرماتے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا ہے تو سوچو بچار کرو جب طے ہو جائے کہ کام کرنا ہے اس کے بعد کام شروع کرو پھر لوگوں کو بتاو جب کام شروع ہو جائے گا جب کوروڑے آٹکائے گا تو بھی وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اب ظاہر عہد و پیمان کچھ لوگوں سے ہوا ہے دیکھ رہا ہے کہ یہ عہد و پیمان میں گڑبر کر رہے ہیں یہ خیانت کر رہے ہیں یہکام ٹھیک نہیں کر رہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ وہ پوری طرح مسلحہ ہوتے ہیں اور میدان میں آتے ہیں اسکے بعد لڑیں ایسے نہیں پہلی دفعہ اسکا گلہ قمہ کردیں جیسے آپ نے نہیں دیکھا رات کو جاتا تھا ایران والے ابتدا میں حملہ کر دیتے تھے وہ انتظار نہیں کرتے تھے فوجیں آمنے سامنے آجائیں پھر حملہ کیا جائے مسلحہ ہوں اور ہر ز چیز انکے پاس موجود ہو ظاھر اسکی طاقت میں اضافہ ہو جاتا ہ انکی طاقت میں کمی ہو جائے گی ے اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے جس بعد والی آیت ان لوگوں کو عہد و پیمان کا خیال نہیں منافق ہیں منہ سے کچھ اور دل سے کچھ یا علی آپ جائیں اور حج اکبر کے دن لوگوں کو بتا دیں مشرکین کا داخلہ ہم نے بند کر دیا ہے کسی کو حق نہیں گویا یک حکومت اسلامی مستحکم کوئی کفار کو اس طرف آنے کا حق ہی نہیں ہے اگر کو غیر آئے گا مہمان کی حثیت سے آئے گا جیسے کہ آیت میں کہا گیا ہے کہ اس پر کنڑول بھی ہو سکے اسکی طرف کی جاسوسی اس طرف کریں اس طرف کی جاسوسی اس طرف کریں وہی حکومت کامیاب ہوتی ہے جو دشمنوں پر کنڑول کر سکے اگر شروع میں کنڑول نہ کر سکے کامیابی اسکے لئے نہیں ان میں سے کوئی اگر توبہ کر لے توبہ کرنے کے بعد اسلام لے آئیں واجبات پابندی سے ادا کریں یہ لوگ تمہارے بھائی ہیں ان سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں اگر یہ لوگ آئمہ کفر کے پیچھے جائے اسلام کو خراب کریں تمہارے دین میں طعنہ تشریح کر رہے ہیں اگر عہد کو توڑنا چاہتے ہیں تو آپ کیا دیکھیں گئے آپ بتائیں عہد توڑنے کے بعد بھی اپ لوگ جنگ نہین کریں گئے جن لوگوں نے آپ کو یہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا ہے کیا انکے ساتھ جنگ نہیں کریں گے جو لوگ چاہتے تھے کہ پتھر بندھ کر رسالتماب کو یہی پر ختم کر دیں گئے کیا انکے ساتھ آپ جنگ نہیں کریں گئے سیدھا سدھا مقابلہ کریں انسے ڈریں نہیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں اگر کوف ہے تو صرف خدا کا ہونا چاہیئے اس کے علاوہ کسی کا خوف تمہارے دل میں نہیں ہونا چاہیئے۔ کبھی کوئی ضروت نہیں کوئی چیز نہیں تو کہا جائے کیا بنے گا جو چیز سچ ہے اور صحیح ہے اسکو کر دو۔۔ سورہ اسراء کے نام سے ہے اور واحد سورہ ہے جس میں بسم اللہ نہیں کہا گیا اسکی کئی وجوہات ہیں ایک وجہ امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے جس میں کہا گیا یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے انہی واقعات کا ذکر ہے جو سورہ انفال میں ذکر ہوئے ہیں معاہدہ وغیرہ یہ چیزیں یہ کوئی نئی سورہ نہیں۔ مولا کائنات سے مروی ہے کہ فرمایا کیونکہ اس سورہ میں چونکہ اس سورہ میں پہلا پہلا حکم جاو وہ نہیں اسکتا انکے ساتھ جنگ کرو اس سختی کو مد نظر رکھتے ہوئے خداوند متعال نے اپنی رحمانیت اور کا تذکرہ نہیں کیا یہ سچ ہے سورہ کی ابتدا میں بسم اللہ نہیں اور نہ ہی پڑھنا چاہیے۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ إِلىَ الَّذِينَ عَاهَدتمُّ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ

اللہ اور اسکا رسول بری ہیں ان لوگوں سے جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا تھا مشرکین

فَسِيحُواْفيِ الْأَرْضِ أَرْبَعَةَأَشهْرٍوَاعْلَمُواْأَنَّكمُ غَيرْمُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مخُزِي الْكَافِرِينَ

ان سے کہو کہ زمین میں چار مہینے چلتے رہو یہ جالو کہ تم خدا کو کبھی عاجز نہیں کر سکتے اللہ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔

وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

اللہ اور اسکے رسول اطلاع دے دو عید قربان پر اطلاع دے دو خدا اور رسول بری ہے مشرکین سے اگر تم توبہ کر لو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم پھیر گئے جان لو تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے خوشخبری سے دوں ان لوگوں کو جو غافل ہیں عذاب الیم سے۔

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ

وہ لوگ جنہوں نے عہد کیا لیکن اسکو نہیں توڑا اور تم پر کسی اور چیز کی فوقیت نہیں دی انکے ساتھ عہد کو پورا کرو اپنی مدت تک خدا متقین کو پسند کرتا ہے۔

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

چار مہینے جب ہو جائیں تو مشرکین کو قتل کرو انکو بند کر دو انکو پکڑ لو اگر وہ توبہ کر لیں نماز قائم کر لیں زکوۃ دیں انکو اپنے راستے میں چھوڑ دو خدا غفور اور رحم کرنے والا ہے۔

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ

اگر وہ تم سے پناہ لیں انکو پناہ دو اور جو چیز پہچانی ہے پہچا دو یہ لوگ وہ ہے جن کو علم نہیں ہوتا

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ

مشرکین کا اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کونسا وعدہ ہو سکتا ہے ہاں مگر مسجد نبوی کے نزدیک جو معاہدہ ہے اب اگر یہ بھی مسقیم رہے تم بھی مستقیم رہو خداوند متقین کو پسند کرتا ہے۔

كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ

یہ لوگ اگر تم پر غالب آجائیں تو معاہدہ پے قائم رہو اگر وہ غالب آگئے تو وہ انتظار نہیں کریں گئے اکثر لوگ بدکار ہیں۔

شْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

یہ لوگ خرید کر رہے آیت اللہ کی اور تھوڑی سی قیمت میں آیات کو بیچ رہے ہیں لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں یہ برا عمل کر رہے ہیں۔

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ

یہ کسی چیز کو نہیں دیکھ رہے نہ مومن کی قرابت کو نہ عہد و پیمان کو یہ لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا الزَّكَوٰةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

اگر توبہ کر لیں نماز پابندی سے پڑھ لیں زکوۃ ادا کر دیں یہ تمہارے بھائی ہے دین میں اور ہم آیات میں تفصیل بیان کر ہے ہیں

إِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ

اگر یہ اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیں عہد کے بعد تمہارے دین میں طعنہ تشریح کریں لحاظ کفر کے ساتھ جنگ کریں انکے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہیں ہے یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

کیا تم اس قوم سے جنگ نہیں کرو گئے جنہوں نے عہد و پیمان کو توڑا اور رسالت ماب کو یہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا اللہ بہتر جانتا ہے اگر تم مومن ہو۔

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ

ان کے ساتھ جنگ کرو انکو قتل کرو اللہ انکو عذاب دے گا اپنے ہاتھوں سے اللہ انکو رسوا کرے گا اور مومنین کی دلوں کو شفا دے گا انکی برائیوں سے۔

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

خداوند انکے دلوں کے غیظ کو ختم کر دے گا خدا توبہ قبول کر لیتا ہے جو توبہ کرے خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

تم یہ گمان کرتے ہو کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے گا خداوند دیکھ رہا ہے کہ مجاہد کون ہے تم میں سے کون ہے جنہوں نے اللہ اور رسول اور مومنین کے دل میں کھوٹی بات نہیں رکھی جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اسکو جانتا ہے۔

اس زمانہ میں مسجد حرام میں جیسے مسلمان آتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اسطرح مشرک اور کافر بھی مساجد میں آیا کرتے تھے اور بعض جگہ مشرک اور کافر مساجد میں حصہ دار بھی ہوتے تھے سورہ براۃ میں ارشاد ہو رہا ہے مشرکین کو مساجد میں آنے کا کوئی حق نہیں انکو کوئی حق نہیں مساجد کی آباد کاری کا جو لوگ اپنے اوپر کفر کی شہادت سے رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کافر انکے کے اعمال جہنم میں اور نکا ان مساجد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں مساجد میں کون جا سکتا ہے مساجد کو کون اباد کر سکتا ہے سب سے پہلے خدا پر ایمان ہو قیامت پر ایمان ہو نماز پابندی سے ادا کرے زکوۃ پابندی سے دے اور خدا کے علاوہ کسی کا خوف اس کے دل میں نہ ہو

اگر یہ پانچ چزیں پائی جاتی ہیں تو مساجد کو آباد کر سکتے ہیں نگرانی کر سکتا ہے اور ایسے لوگ تصور کر سکتا ہے کہ یہ ھدایت یافتہ ہو جائیں۔ سابقہ زمانہ میں ظاھر اتنی سہولیات نہیں تھیں جو مہمان مکہ میں حج کے لئے آتے تھے انکی دو چیزوں کا بندوبست کیا جاتا تھا ۔ایک انکے کھانے کا انتظام۔۔۔۔ مختلف قبیلوں میں سے کبھی کوئی قبیلہ مسجد حرام کا متولی ہوتا ظاھر اگر متولی ہے اسکے لئے کام کاج کرنا صفائی وغیرہ ہے سب کچھ انکے ذمہ ہوتا تھا بنی ہاشم کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ حجاج کرام جب آتے انکو تین دن تک کھانا دیا کرتے تھے ہاشم اس لئے کہا گیا ہے ھاشم السریر سریر تیار کر کے جس میں مختلف اناج ہوتے ہیں گوشت تیار کر کے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے ذہن میں ہوگا کہ جب ابرہا بن ہشم نے حملہ کرنا چاہا تو جناب عبد المطلب اس کے ہاں گئے تھے عبد المطلب اس حالت میں گئے جو ہاتھی جو راستے کھڑے ہوئے تھے دوراویہ اس لئے کھڑے کئے تھے کہ عبد المطلب گھبرا جائیں گے لیکن عبد المطلب کی پیشانی میں نورہ رسول تھا۔ گھبرائے نہیں ہاتھیوں نے اپنی سونڈھیں حضرت عبد المطب کے قدموں میں رکھیں اور اسطرح سلام کیا اور جب تشریف لے گئے تو سیدھے اسکے تخت پے جا بیٹھے ہیں حالکہ سب اسکے وزیر ساتھ اسکے کھڑے تھے بہر حال بات چیت ہوئی اصل میں وہ خوف زدہ کرنا چاہتا تھا عبد المطلب کو لیکن جب اس نے دیکھا کہ ہاتھی انکو سلام کر رہے ہیں قدموں کو چوم رہے ہیں خوفزدہ نہیں ہوئے پھر گھبرا گیا اب یہ چاہتا تھا کہ عبد المطلب کہیں مجھے میں یہ جگہ چھوڑ کر چلا جاوں۔ لیکن عبد المطلب نے مختلف باتیں کئیں جن میں سے ایک بات یہ تھی کہ میری اونٹنیاں آپ کے کارندے پکڑ کر لے آئے وہ مجھے دی جائی ابرہا نے کہا عجیب بات ہے میں اپ کے کعبہ کو گرانے کے لئے آیا ہو اسکی بے حرمتی کرنا چاہتا ہوں کعبہ کو تباہ کرنا چاہتا ہوں آپ کے متبرک مقام کو تباہ کرنا چاہتا ہوں اسکے متعلق تو کچھ نہیں کہتے اور مجھے کہے رہے ہیں کہ میری اونٹنی ہے ایسے آدمی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا اتنا بڑا کام ہو رہا اسکی پرواہ نہیں اپنی چند اونٹیوں کی پرواہ ہے حضرت عبد المطلب نے اسکو ایک تاریخی جواب دیا کعبہ میرا نہیں خدا کا گھر ہے خدا خود طاقت ور ہے اپنے گھر کی حفاظت کر سکتا ہے جہان تک اونٹیوں کا تعلق ہے یہ میں نے سارا سال اکھٹی کیں ہیں حجاج کرام کے لئے بہر حال یہ کام میرے ذمے ہے اور میں آپ سے اونٹیوں کا طلب کار ہو بہر حال یہ خاندان کھانا دیا کرتا تھا اور اسی خاندان کہ ایک فرد جناب عباس جو عبد المطلب کے بھائی تھے یہ بزرگوار عبد لمطلب ابو

طالب کے چچازاد بھائی تھے یہ بزگوار کا کام لوگوں کو پانی سے سیراب کرنا کارندے رکھے ہوئے تھے جو مشکزے بھر کے لاتے اور حجاج کو پانی سے سیراب کرتے اسطرح ایک آدمی تھا جس کے پاس مختلف غذاوں کی کلید تھی کلید کعبہ بھی تھی آپس میں بیٹھے یہ بات چیت کر رہے تھے ایک کہے رہا تھا میرا درجہ بلند ہے حجاج کو پانی سے سیراب کرتا ہوں دوسرا کہتا ہے کہ کلید کعبہ میرے پاس ہے میں متولی اور نگران ہوں لحاظہ میرا درجہ بلند ہے امیر المومنین تشریف لائے سقایہ حاج یا کلید کعبہ اسکی کوئی اہمیت نہیں ہے اللہ اور قیامت پر ایمان لانا اور جہاد کرنا جب انہوں نے یہ کہا تو یہ آیت نازل ہوئی علی ٹھیک کہے رہیں ہیں کہ یہ سقایہ حجاج اور کلید کعبہ اصل چیز ہے ایمان فی سبیل اللہ یہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے اور علی کا درجہ ان سب سے زیادہ ہے۔اس لئے مسند احمد بن حنبل نے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے جہاں ایمان کا تذکرہ ہوا اس نے کہا ما من آیت فیھا الذین امنواالاو علی راسھا ور ئیسھا و قائدھا کوئی ایسی ایت نہیں جس میں جس میں امنو موجود ہو جیسے یہ آیا ہے مگر یہ کہ علی اسکے راس ہیں رئیس ہیں اور اسکے قائد ہیں

ولقد۔۔۔اللہ اذہان محمد فی القران ماذکر علی الا بخیر اصحاب محمد کو کئی جگہ خطاب کیا گیا انکی غلطیوں پے ٹوکا گیا لیکن جہاں تک علی کا تعلق ہے جہاں بھی ذکر ہوا ہے اچھائی سے ذکر ہوا ہے اب یہ صفت مولا کائنات پائی جاتیں تھیں دوسری ایت میں مزید وضاحت کی گئی ہے۔جو مومن ہے مہاجر ہے، مجاہد فی سبیل للہ ہیں اپنے مال سے بھی جہاد کرتے ہیں اور اپنی جانو سے بھی جہاد کرتے ہیں

فخر الدین رازی نے لکھا حضرت کے پاس چار درھم تھے حضرت نے ایک درھم دن کے وقت دیا ایک درھم ظاہر دیا اور ایک مخفیانا دیا اس وقت اآیت نازل ہوئی حضرت نے جب مال اسطرح خدا کی راہ میں صرف کیا اسکے بعد یہ آیات نازل ہوئی ہیں اصل میں انسان مختلف کام تو کرتا ہے سب سے زیادہ اہمیت خود انسان کے بعد اس کے مال کی ہے مال کے ساتھ بہت زیادہ محبت رکھتا ہے لحاظہ اس محبت کو مد نظر رکھتے ہوئے مال کی قربانی کا تنزکرہ بھی اگے آیت آرہی جن جن چیزوں سے محبت کی جاسکتی ہے انکا تذکرہ کیا جائے گا اور کہا گیا جب محبت خدا اور ان چیزوں کا ٹکراوں ہو جائے اس وقت آپ کیا کرتے ہیں یہان مال کا دینا انسان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مال دینا جگر کے ٹکڑے کاٹ کر دینا ہے مالی امتحان ٹیکس لگا یا اس ٹیکس کے علاوہ بھی امتحان لیا گیا ہے۔جیسے اکثر اوقات ایسا ہوتا صحابہ آتے رسالت ماب کی خدمت میں آتے اور اسکے بعد باتیں شروع کر دیتے مختلف باتیں کر رہے ہیں چاہے وہ اہم ہوں یا غیر اہم سورہ براۃ میں آیا ہے کہ اور اس پے بعض لوگوں نے اشکال بھی کیا ہے معاذ اللہ حضرت کان کے کچے تھے اذن کی تفصیل لکھی گئی ہے کہ حضرت ہر شخص کی بات کو سنتے تھے ویسے بھی اگر کسی شخس کو آپ نے مطمئن کرنا ہے کم سے کم اسکی بات سنیں کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے جب کوئی آدمی بات کر رہا ہوتا ہے اکثر اس میں فضولیات ہوتی ہیں کام کی بات بہت کم ہوتی ہے آٹھ منت بات کرتا ہے تو چار منٹ کام کی بات ہوتی ہے باقی فضول باتیں ہوتیں ہیں

حضرت کے کان آ کے کھاتے تھے یہ لوگ اور حضرت کی جان نہیں چھوڑتے تھے۔

توبہ ! یہ زبان سے توبہ کا لفظ بولنے کا نام نہیں یہ اپنی گنہگاری کے شدید احساس کا نام ہے اور آدمی اگر اپنی توبہ میں سنجیدہ ہو اور واقعی شدت کیساتھ اس نے اپنی گنہگاری کو محسوس کیا ہو تو آدمی کیلئے اتنا سخت معاملہ ہوتا ہے کہ توبہ آدمی کیلئے اپنی سزا آپ دینے کے ہم معنی بن جاتی ہے یہ کیفیت آدمی کے اندر اگر اللہ کے ڈر سے پیدا ہوئی ہو تو اللہ ضرور اس کو معاف کر دیتا ہے

مگر ان لوگوں کی توبہ کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں جو اتنے جری ہوں کہ جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانی کرتے رہیں اور تنبیہ کے باوجود اس پر قائم رہیں البتہ جب دنیا سے جانے کا وقت آجائے تو کہیں کہ میں نے توبہ کی اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی بے فائدہ ہو جو آخرت میں عذاب کو سامنے دیکھ کر اپنے جرم کا اقرار کریں گے۔

توبہ کی حقیقت بندے کا اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے تاکہ اسکا رب بھی اس کی طرف پلٹے، توبہ اس شخص کیلئے ہے جو وقتی جذبہ سے مغلوب ہو کر بری حرکت کر بیٹھے پھر اس کا احتساب نفس جلد ہی اس کو اپنی غلطی کا احساس کرا دے، وہ برائی کو چھوڑ کر دوبارہ نیکی کی روش اختیار کرے اور شریعت کے مطابق اپنی زندگی کی اصلاح کر لے ایسا ہی آدمی توبہ کرنیوالا ہے اور جو شخص اس طرح توبہ کرے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے گھر کا بھٹکا ہوا آدمی دوبارہ اپنے گھر واپس آجائے۔

یعنی گناہ اور قصور تو انسان کی صفت ہے، کیا اس کی وجہ سے اللہ کا دربار چھوڑ دیا جائے اور اللہ کا دربار چھوڑ کر جائے پناہ بھی کہاں ہے جس کا سہارا لیا جائے، اس لیے تمام گنہگار اللہ سے توبہ کریں اور ندامت کے آنسو بہا کر اللہ سے معافی مانگیں وہ یقینا معاف کرے گا اور خطاؤں کو بخش دیگا۔

گناہ پر اصرار یعنی بے فکری اور بے خوفی کے ساتھ گناہ کرتے رہنا اور اس پر قائم و دائم رہنا بڑی بدبختی اور بہت برے انجام کی نشانی ہے اور ایسا عادی مجرم اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں، اس لیے احادیث میں گناہ پر ندامت اور توبہ کی تاکید کی گئی ہے، اگرچہ بظاہر گناہ کا کوئی عمل معلوم نہ ہو پھر بھی توبہ کی عادت بنا لینی چاہیے،

اس لئے کہ توبہ عاصیوں اور گنہگاروں کیلئے مغفرت و رحمت کا ذریعہ اور مقربین و معصومین کیلئے درجات قرب و محبوبیت میں بے انتہا ترقی کا وسیلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک ایک دن میں ستر مرتبہ اور ایک روایت کے مطابق سو مرتبہ توبہ و استغفار فرماتے تھے۔ اس میں صالحین اور نیکوکاروں کیلئے بڑی نصیحت اور عبرت مضمر ہے ممکن ہے کہ کوئی گناہ ہو گیا ہو اور یاد نہ ہو تو توبہ کے ذریعہ وہ معاف ہو جائے گا اور اگر واقعتاً کوئی گناہ نہیں ہوا ہے تو ترقی کا ذریعہ ثابت ہو گا جس کا ہر شخص محتاج ہے۔

آپ ﷺ کے ستر مرتبہ توبہ واستغفار کے عمل سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کسی گناہ پر ایک مرتبہ توبہ کرنے کے بعد پھر سے وہی گناہ ہو جائے تو پھر سے توبہ کرلی جائے، اس میں شرم کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک گناہ کا بارہا ارتکاب ہو رہا ہے بلکہ متعدد مرتبہ غلطیوں سے استغفار سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس توبہ واستغفار کے نتیجہ میں گناہ کو ترک کرنے کا داعیہ پیدا کر دیا جاتا ہے۔

یعنی کوشش رہے کہ ایک مرتبہ توبہ کے بعد توبہ نہ ٹوٹے، لیکن اگر بسیار کوشش کے باوجود توبہ ٹوٹ ہی گئی اور وہی گناہ دوبارہ سرزد ہو گیا تو مایوس نہ ہو، پھر توبہ کر کے خدا سے اپنا تعلق جوڑ لو اور ایک دن میں بار بار یہ واقعہ پیش آئے تو ہر بار اللہ کے حضور توبہ کر کے گناہوں سے نجات حاصل کرلو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور شان کریمی کی بات ہے کہ ایک گنہگار اور مجرم کیلئے پوری زندگی اللہ کی طرف رجوع کرنے کا موقع فراہم کیا گیا کہ جب بھی اللہ کا خوف پیدا ہو توبہ کر کے اللہ کے نزدیک بندوں میں شمولیت اختیار کی جاسکتی ہے۔

گویا گناہوں سے توبہ کا یہ سلسلہ موت تک قابل قبول ہے،

لیکن کیا معلوم زندگی کا چراغ کب بجھ جائے، اس لیے گنہگاروں اور خطاکاروں کو توبہ کرنے میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں بار بار ہمیں توبہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے، اختصار کے پیش نظر صرف دو آیات پیش ہیں ''اے مؤمنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ(سورۃالنور ۳۱) اے ایمان والو! اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو بہت ممکن ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے گناہ معاف کر کے تمہیں جنت میں داخل کر دے۔(سورۃ التحریم ۸) پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ کرنے والے کامیاب ہیں، دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ سچی توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پابندی سے استغفار کرتا رہے یعنی اپنے گناہوں سے معافی طلب کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنادیتے ہیں۔ ہر غم سے اسے نجات عطا فرماتے ہیں۔ اور ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں کہ جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

کوئی شخص کب تک توبہ کر سکتا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک وہ نزاع کی حالت کو نہ پہنچ جائے۔ یعنی جب انسان کا آخری وقت آجاتا ہے تو پھر اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے ہیں۔ موت کا وقت اور جگہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کو معلوم نہیں۔ چنانچہ بعض بچپن میں، تو بعض نوجوانی میں اور بعض ادھیڑ عمر میں، جبکہ باقی بڑھاپے میں داعی اجل کو لبیک کہہ جاتے ہیں۔

بعض صحت مند تندرست نوجوان سواری پر سوار ہوتے ہیں لیکن انہیں نہیں معلوم کہ وہ موت کی سواری پر سوار ہو چکے ہیں، یہی دنیاوی فانی وقتی زندگی' اخروی ابدی زندگی کی تیاری کے لئے پہلا اور آخری موقع ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم افسوس کرنے یا خون کے آنسو بہانے سے قبل اس دنیاوی فانی زندگی میں ہی اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں تا کہ ہماری روح ہمارے بدن سے اس حال میں جُدا ہو کہ ہمارا خالق ومالک ہم سے راضی ہو جائے۔

تمام بنی آدم بہت خطاکار ہیں ' لیکن ان خطاکاروں میں بہتر وہ ہیں جو بار بار توبہ کرنے والے ہیں یعنی غلطی ہو گئی تو توبہ کر لیں. توبہ کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ پھر کبھی وہ غلطی نہ ہو اصل بات یہ ہے کہ اس وقت آپ یہ عہد کر لیں کہ یہ کام مجھے نہیں کرنا اور ایک دفعہ وہ کام چھوڑ دیں تو توبہ ہو گئی اگر کچھ عرصے کے بعد آپ پھر جذبات کی رو میں بہہ گئے یا آپ پر برے اثرات پڑے اور آپ سے وہ غلطی دوبارہ سرزد ہو گئی تو کوئی بات نہیں آپ پھر توبہ کر لیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے بچے تختی لکھنے کے بعد اسے دھوتے ہیں تو وہ اس طرح صاف ہو جاتی ہے جیسے کبھی اس پر کچھ لکھا ہی نہ گیا ہو. یہی حال توبہ کرنے والے کا ہے کہ جب انسان توبہ کر لیتا ہے تو وہ ایسے پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے پہلے وہ گناہ کبھی کیا ہی نہ ہو. یہ حدیث قرآن کے ان الفاظ کی بعینہٖ تشریح ہے: عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ اور یہ عیسائیت کے عقیدۂ کفارہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت آدم کے گناہ کا اثر ہر پیدا ہونے والا بچہ لے کر آتا ہے'

حالانکہ حضرت آدم نے غلطی ہو جانے کے بعد اللہ کی طرف سے القا کئے گئے کلمات سے توبہ کر لی تھی اور اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کر لیا تھا. چنانچہ حضرت آدم توبہ کے بعد ایسے پاک صاف ہو گئے جیسے انہوں نے وہ گناہ کیا ہی نہ ہو. اب جب گناہ ہی نہیں رہا تو پھر اس کا اثر ہر پیدا ہونے والے بچہ پر کیسے آسکتا ہے؟

قرآن وحدیث کی مذکورہ تصریحات سے واضح ہوا کہ انسان غفلت و گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جائے اور دل میں ہمہ وقت موجزن رہنے والی خواہشات سے نبرد آزمائی کے بجائے نفسِ امارہ کی لغزشوں کی رُو میں بہہ جائے، دنیوی لذتوں میں محو ہو کر اپنے رحیم و کریم آقا و مالک کے احکام و فرامین سے رو گردانی کرے اور اس کی نافذ کردہ حدود و قیود سے منہ موڑ لے تو پھر آفاتِ ارضی و سماوی، آزمائش اور ابتلاء کی صورت نازل ہونے لگتی ہیں، مثلاً قحط، طوفان، سیلاب، ٹڈی دل، غذائی قلّت، بے چینی، بے اطمینانی، خوف و افلاس، مختلف وبائیں، لاعلاج امراض اور دیگر مہلک حیاتیاتی جرثومے وغیرہ دراصل یہ انسانوں کیلئے تنبیہ و سرزنش کے تازیانے ہیں،

ان تمام آفتوں و آزمائشوں اور ابتلائوں سے بچنے کا واحد طریقہ اللہ ربّ العزت کی بارگاہ عالی میں توبہ یعنی ندامت و شرمندگی کے آنسو اور استغفار یعنی بخشش، مغفرت اور معافی کی درخواست ہے، استغفار کی برکات و ثمرات کیا ہیں؟ حضرت نوحؑ اپنی نافرمان قوم کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "نوحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو، یقین جانو وہ بہت بخشنے والا ہے،

وہ تم پر آسمان سے رحمت کی خوب بارشیں برسائے گا، اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغات پیدا کرے گا اور تمہاری خاطر نہریں مہیّا کر دے گا اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔

مسلمانو! اللہ سے ڈرو! اس لئے کہ تقویٰ الٰہی کامیابی و کامرانی ہے، سعادت اور فلاح ہے۔ اللہ کے بندو! یہ جان لو کہ بندے کیلئے کمال درجہ اللہ رب العالمین کے سامنے عاجزی اور انکساری میں ہے، اور اس کیلئے ذلت اور رسوائی اللہ تعالیٰ کے سامنے تکبر و سرکشی اور اسکے اوامر و نواہی سے سر گردانی میں ہے، جو شخص عزت چاہتا ہے تو عزت تو تمام تر اللہ ہی کیلئے ہے،

پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور صالح عمل انہیں اوپر اٹھاتا ہے اور جو لوگ بری چالیں چلتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے سخت عذاب ہے، اور ان کی چال ہی برباد ہونے والی ہے اور اسی طرح ایک مقام پر فرمایا مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

عبادت کی تمام تر اقسام سے ہی اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی، انکساری، محبت کا اظہار ہو گا، اور ان عبادات میں سے ایک عظیم عبادت "توبہ" ہے، بلکہ بڑی توبہ سب سے افضل عبادت ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کفر سے توبہ کر لے اور توبہ کا یہ مطلب ہے کہ چھوٹے بڑے تمام گناہوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے، اور چاہے اپنے گناہوں کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو سب سے توبہ کرنی ضروری ہے،

اللہ تعالی کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے میں جو کمی آئے اس سے بھی توبہ کریں، ایک مسلمان کی زندگی میں اللہ کے ذکر میں آنے والی غفلت سے بھی توبہ کرے، چنانچہ اغر مُزَنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو! اللہ سے توبہ کرو، اور اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو، میں ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اللہ تعالی نے توبہ کیلئے خوب ترغیب دلائی، اور شرائط کی موجودگی میں اسکی قبولیت کا بھی وعدہ کیا ہے، چنانچہ فرمانِ باری تعالی ہے جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے، اچھے عمل کرے اور راہ راست پر گامزن رہے تو اسے میں یقینا بہت زیادہ معاف کرنے والا ہوں۔